محسنِ نسواں

شگفتہ عمر

دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ہماری چند دیگر مطبوعات

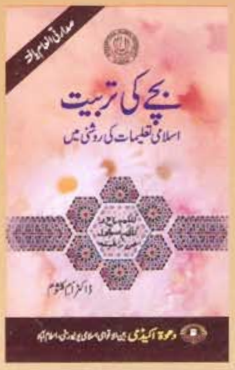

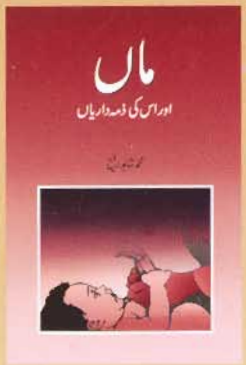

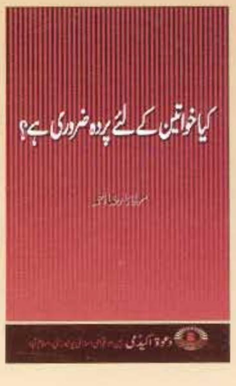

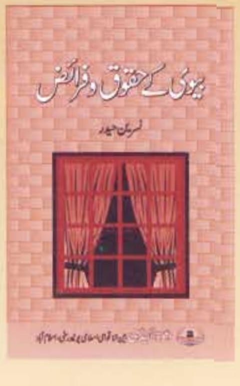

دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
پوسٹ بکس: 1485 اسلام آباد، پاکستان فون: 92 61751~4, 2262031 فیکس: 2261648
ای میل: publications.da.iiui@gmail.com ویب سائٹ: www.dawahacademy.org

محسنِ نسواں ﷺ

شگفتہ عمر

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ فیصل مسجد، اسلام آباد

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب : محسنِ نسواں ﷺ

مصنفہ : شگفتہ عمر

سرورق : محمد طارق اعظم

نگران طباعت : حیران خٹک

طابع : ادارہ تحقیقات اسلامی پریس، اسلام آباد

تعداد اشاعت : ۳۰۰۰

قیمت : -/32 روپے

ISBN.978-969-556-8

ناشر

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ اسلام آباد

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	6
1	محسنِ نسواں ﷺ	7
2	عورت کے مقام ومرتبہ کا تعین	8
3	خواتین کے حقوق کا تعین	10
4	خواتین کو عطا کردہ حقوق کے تحفظ کی ضمانت	14
5	معاشی ذمہ داری سے فراغت	15
6	نماز باجماعت، نماز جمعہ اور نماز جنازہ سے استثنا	15
7	جہاد سے استثنا اور اس کا متبادل	16
8	عبادات میں رخصت	16
9	قانونی گواہی میں رخصت کی صورتیں	16
10	اسوہ نبویؐ: رشتوں کا احترام	17
11	والدہ	17

12 رضاعی والدہ 17

13 رضاعی بہن 18

14 ازواجِ مطہرات کے ساتھ آپ ﷺ کا تعلق 18

15 ام المومنین حضرت خدیجہؓ 18

16 ام المومنین حضرت عائشہؓ 19

17 حضرت زینبؓ کی دین داری کی قدر 20

18 ہمہ دم رفاقت کا اعزاز 21

19 اہلیہ سے مشاورت 21

20 گھریلو ذمہ داریوں کی اہمیت کا اعتراف 22

21 بیوی کا اکرام 23

22 شریکِ حیات کی ناخوشی کا لحاظ 23

23 ازواج کے مابین تعلق میں آپ ﷺ کا طرزِ عمل 25

24 ازواجِ مطہرات کی تعلیم و تربیت 25

25 بیٹیوں کے ساتھ آپ ﷺ کا تعلق (محبت، شفقت اور احترام) 27

26 بیٹیوں کی اولاد سے آپ ﷺ کا تعلق 30

27 خواتین کو اپنے مخاطبین میں خصوصی طور پر شریک رکھنا 31

28 خواتین کے لیے علیحدہ علمی نشست کا اہتمام کرنا 31

29 عید کی نماز اور دعا میں خواتین کو خصوصی طور پر شامل کرنا 31

30 بچے کی آواز سن کر نماز میں تخفیف کرنا 31

31 مسجد میں خواتین کو حاضری کی اجازت 32

32 انصاری عورتوں سے محبت کا اظہار 32

33 خواتین کی نازک آبگینوں سے تشبیہ 33

34 جہاد میں شرکت کے بجائے سفرِ حج میں بیوی کی رفاقت 33

35 سیاہ فام غریب عورت کی نمازِ جنازہ 33

36 دین کے متعلق استفسارات پر حوصلہ افزائی 33

37 غیر مسلم خواتین سے آپ ﷺ کا سلوک 35

38 حوالہ جات 38

حرفِ اوّل

محسنِ انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماسوا اللہ کائنات کی تمام مخلوقات اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیے گئے۔ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید فرقان الحمید میں اسی لیے آپ کے سرِ اقدس پر رحمت للعالمین کا تاج سجایا۔ بنی نوع انسان کا کوئی طبقہ ایسا نہیں جس پر رحمت اللعالمین کی عنایات کی برسات نہ ہوئی ہو۔

خواتین معاشرے کا ایک معزز ترین طبقہ ہونے کے باوجود مردانہ جبر و تسلط کا شکار چلی آ رہی تھیں۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے خواتین کو عزت و احترام کے عظیم تر منصب پر فائز فرمایا۔ ماں کے روپ میں بیٹے کے لیے اس کے قدموں میں جنت کو قرار دیا۔ سیدہ فاطمہؓ کے باپ کی حیثیت سے اُن کے احترام میں کھڑے ہو کر بیٹیوں کی عزت کو چار چاند لگائے۔ حضرت سیدہ خدیجہؓ، عائشہ صدیقہؓ، حضرت حفصہ اور دیگر ازواجِ مطہرات کے شوہر کی حیثیت سے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں وہ توازن قائم کیا جس کی نظیر تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔

زیرِ نظر کتابچے میں دعوۃ اکیڈمی کی انتہائی متحرک اور صاحبِ علم کارکن محترمہ شگفتہ عمر نے انتہائی دل نشین اور دل کش اسلوبِ بیان میں سرورِ عالم ﷺ کے خواتین پر احسانات کا جائزہ پیش فرمایا۔ اُن کا یہ کام لائقِ تحسین ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اس سے مستفید ہونے والی بہنیں اپنی روزمرہ کے معمولات میں خوش گوار تبدیلی محسوس کریں گی۔

پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن
ڈائریکٹر، دعوۃ اکیڈمی

محسنِ نسواں ﷺ

ہزاروں درود و سلام اس ذاتِ بابرکات پر جن کے ذریعے سے ہمیں نعمتِ ایمان نصیب ہوئی، وہ محسنِ انسانیت جن کی بدولت انسان نے جہالت کے اندھیروں سے نکل کر ہدایت کا نور حاصل کیا، جن کی تعلیمات اور برکات سے رہتی دنیا تک تمام انسان مستفید ہوتے رہیں گے۔ محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات پوری نوعِ انسانی پر ہیں لیکن صنفِ نازک اس احسان کی خصوصی طور پر مرہونِ منت ہے جس کو اس کا حقیقی مقام دلا کر آپؐ نے گویا ایک نئی زندگی عطا کی۔ حقیقی مقام سے مراد وہ مقام و مرتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ پہلے جوڑے آدم و حوا کو حاصل تھا۔ آدم کی تخلیق کے وقت مرد اور عورت کی جس حیثیت کا تعین کر دیا گیا تھا وہ ہر مرتبہ الہامی ہدایت کے ذریعے سے دہرائی جاتی رہی لیکن رفتہ رفتہ الہامی ہدایت سے دوری اور تعلیماتِ الٰہی میں تحریفات کے نتیجے میں مرد اور عورت کی حیثیت کے تعین کے پیمانے تبدیل ہوتے گئے۔ یہودیت نے عورت کو جنت سے نکلوانے پر موردِ الزام ٹھہرایا اور یوں اسے ”سببِ گناہ“ اور ”ترغیبِ گناہ“ کا ذریعہ جانا۔ مسیحیت نے بھی اسی بنا پر اسے ”شیطان کا آلہ کار“ اور

''معصیت کا دروازہ'' قرار دیتے ہوئے اس سے تعلق کو منافیِ تقویٰ اور اس سے احتراز کو خدا ترسی کی دلیل قرار دیا۔ عورت کا اس سے بھی فروتر مقام یونانی، رومی، چینی اور ہندو تہذیبوں میں مقدر ٹھہرایا گیا جہاں وہ ہر قسم کے معاشرتی و قانونی حقوق سے محروم، مرد کے مستقل و لازم تسلط کے تحت زندگی گزارنے پر مجبور ہوئی۔ ان تمام تصورات کا اثر عورت کی اجتماعی و معاشرتی زندگی پر یوں پڑا کہ اسے معاشرے میں عزت و سربلندی کا وہ مرتبہ نہ مل سکا جو مرد کو حاصل تھا، اور نہ وہ مرد کے مساوی حقوق ہی کی اہل قرار پائی۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں عورت کی اس گم کردہ حیثیت کے برعکس نبی مہربان ﷺ نے اسے دوبارہ عظمت و رفعت سے ہم کنار کیا اور عورت کو وہ تمام حقوق عطا کیے جنہوں نے نہ صرف اسے باعزت طور پر زندہ رہنے کا حوصلہ دیا بلکہ نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ نسلِ نو کی پیدائش، پرورش اور تربیت کے حوالے سے مردوں سے بھی بلند درجہ بخشا۔

عورت کے مقام و مرتبہ کا تعین

• بنی آدم کو اشرف المخلوق بنا کر مسجودِ ملائکہ بنایا گیا اور اس کی تکریم کلام اللہ میں یوں بیان کی گئی:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (۱)

ہم نے بنی آدم کو بزرگی بخشی۔

اس عزت و اکرام اور شرف میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی تخصیص نہیں رکھی گئی۔ اس حقیقت کا اظہار یوں کیا گیا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (۲)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ (اور) اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

جنس کی بنیاد پر دنیا اور آخرت کی کامیابی میں کسی بھی قسم کی تفریق کی نفی کی گئی:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۳)

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطے کہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

اسی حقیقت کا اظہار سورہ الاحزاب: ۳۵ اور ال عمران: ۱۹۵ میں بھی کیا گیا ہے کہ تمام عبادات و معاملات میں فیصلہ کن کسی فرد کی جنس نہیں بلکہ اللہ کے احکامات پر تسلیم و رضا اور عمل ہے۔ قرآن کی ان واضح ہدایات کی روشنی میں نبی مہربان ﷺ نے عورت کو ذلت و رسوائی کے مقام سے نہایت تیزی سے اٹھا کر حقوق و مراعات سے نوازا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: ''قسم خدا کی، ہم دورِ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی

حیثیت نہیں دیتے تھے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی ہدایات نازل کیں اور ان کے لیے جو حصہ مقرر کرنا تھا' کیا''۔(۴)

یہود اور نصاریٰ کے ہاں عورت پر جنت سے نکلوانے کا الزام تھا۔ اسلام نے سورہ البقرۃ: ۳۶، سورہ طٰہٰ: ۱۱۵ اور سورہ الاعراف: ۱۹۔۲۷ میں عورت کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئے یہ فعل آدم وحوا' دونوں کی مشترکہ ذمہ داری قرار دیا۔

خواتین کے حقوق کا تعین

نبی مہربان ﷺ نے عورت کو وہ تمام معاشرتی و تمدنی حقوق عطا کیے جس سے صرف مرد بہرہ مند ہوا کرتے تھے۔ آپؐ نے اس ضمن میں جو ہدایات اور تعلیمات لازم قرار دیں' حقوقِ نسواں کا کوئی بھی دعویدار ان سے زیادہ جامع اور حقیقی تعلیمات پیش نہیں کر سکا۔ آپؐ نے فرمایا:

> اللہ نے تم پر حرام کی ہے ماؤں کی نافرمانی' ادائیگی حقوق سے ہاتھ روکنا' ہر طرف سے مال بٹورنا اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا۔(۵)

> حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کے لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے' نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا''۔(۶)

زندہ رہنے کے حق کے ساتھ عزت' محبت وشفقت سے پرورش اور لڑکے

کے مساوی سلوک اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری والدین پر رکھتے ہوئے انہیں بحیثیت ولی لڑکیوں کے ہم پلہ رشتوں کی تلاش کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا گیا اور والدین کی تمام تر تجربہ کاری اور عاقلانہ فیصلے کے باوجود لڑکے کے ساتھ ساتھ لڑکی کی رضا مندی کو بھی نکاح کے لیے لازم قرار دیا گیا۔ آپؐ نے خود ایک ایسی لڑکی کو جس کے والد نے اس کی رضا کے برخلاف نکاح کر دیا تھا' حق دیا کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو فسخ کروا دے۔

شادی کے بعد بھی والدین اور بھائیوں کو بیٹی / بہن کی پشت پناہی کی کس قدر دل آویز تاکید کی: ''میں تمہیں بتاؤں کہ بڑی فضیلت والا صدقہ کون سا ہے؟ اپنی اس بچی پر احسان کرنا جو (بیوہ ہونے یا طلاق دے دیے جانے کی وجہ سے) تیری طرف لوٹا دی گئی ہو اور جس کا تیرے سوا کوئی کفیل اور بار اٹھانے والا نہ ہو''۔(۷)

والدین کے گھر سے رخصت ہوتے وقت' نکاح کے سبب اس کی تمام تر معاشی و سماجی ذمہ داری شوہر پر منتقل کرتے ہوئے شوہر کو بیوی کی کفالت کا ذمہ دار ٹھہرایا اور مہر کو بطور نشانی (symbol) لازم کر دیا۔ نکاح کے ذریعے سے وجود میں آنے والی معاشرے کی بنیادی اکائی' خاندان کے لیے قرآن کریم نے مودت اور رحمت کو بنیاد قرار دیا۔(۸)

آپؐ نے بیوی کے وقار اور اس کی منزلت کو بامِ عروج تک پہنچانے کے لیے اس کے ساتھ حسنِ سلوک' مروت' احسان' دل جوئی اور خبر گیری کو ایک شوہر کی خوبی اور اس کی شرافت کا معیار قرار دیا۔ فرمایا:

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ اچھا ہے اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنے اہلِ خانہ کے لیے اچھا ہوں۔(۹)

نیز فرمایا: ''دنیا ساری کی ساری متاع ہے اور اس کی سب سے بہتر متاع صالح عورت ہے''(۱۰)

آپؐ نے جہاں اپنی تعلیمات اور عمل سے عورت کے بحیثیت بیوی' حقوق کو تحفظ عطا کیا' وہیں اس کی ذمہ داریاں بھی بہت احسن طریقے سے واضح کر دیں: ارشاد ربانی فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ (۱۱) (پس جو صالح عورتیں ہیں' وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں' وہ مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت اور نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں) کے سلسلے میں ایک استفسار کے جواب میں کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ فرمایا: ''جو اپنے شوہر کو خوش کر دے' جب وہ اس پر نظر ڈالے اور اطاعت کرے جب بھی وہ اسے کسی کام کا کہے' اور جو اپنی جان اور مال کے بارے میں کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کرے جو اس کے شوہر کو ناپسند ہو''۔(۱۲)

آپؐ نے بیوی کی جانب سے اس رویے کو ازدواجی زندگی کی بنیاد اور کامیابی قرار دیتے ہوئے اسے جنت کی خوش خبری سنائی۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے پانچوں نمازیں ادا کیں' رمضان کے روزے رکھے' شرم گاہ کی حفاظت کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کی' وہ جنت میں داخل ہو گئی''۔(۱۳)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جس عورت نے اس حال میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گئی''۔(۱۴)

عورت کی جدوجہد کا بنیادی میدان خاندان کو قرار دیتے ہوئے انفرادی اور معاشرتی حالات کے مطابق دیگر محاذوں پر بھی کام کی اجازت دی۔ معاشرے میں عورت کی جان' مال اور آبرو کو تحفظ عطا کیا۔ مرد و زن کے لیے غضِ بصر' ستر و حجاب کے احکام اور بنیادی اخلاقی اقدار کی پاسبانی لازم قرار دی۔ عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت بھی معاشرے کی ایک ذمہ داری قرار دی گئی۔

ریاست کے معاملات میں اس کی رائے' مشورہ اور محاسبہ کو نہ صرف اہمیت دی گئی بلکہ یہ اس کی ذمہ داریوں میں شامل کیا گیا۔ معاشرے کے فرد کی حیثیت سے اسے معاشرتی تعمیر و ترقی کا اسی طرح ذمہ دار ٹھہرایا گیا جس طرح مرد کو۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ اسی کی تائید ہے۔

ساتویں صدی عیسوی میں نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عورت کو حقِ ملکیت اور حقوقِ وراثت عطا کیے جو یورپ کی خواتین کو ۱۷ویں صدی میں انتہائی جدوجہد کے بعد حاصل ہوئے۔ ظالم' ناکارہ' ناپسندیدہ شوہر کے مقابلے میں عورت کو خلع اور فسخِ نکاح کے وسیع اختیارات دیے گئے۔ مطلقہ اور بیوہ کو دوسری شادی کی اجازت دی گئی اور اس مرحلے پر اس کی رائے کو نسبتاً زیادہ ترجیح دی گئی۔

ماں کی حیثیت سے باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ مرتبہ دیتے ہوئے ماں کی کفالت' خدمت اور حسنِ سلوک کو تمام اولاد کے لیے لازم قرار دیا گیا

جس کا زیادہ ذمہ دار قوام کی حیثیت سے بیٹا ہے۔ الجنة تحت اقدام الامہات (جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے) کے اعلان کے ساتھ عورت کے بڑھاپے کو خوبصورت اور دیرپا تحفظ عطا کر دیا گیا جس کا مقابلہ آج کسی بھی معاشرے کے ''وظائف ضعیف العمری'' (اولڈ ایج بینیفٹ) کے قواعد وضوابط نہیں کر سکتے۔

خواتین کو عطا کردہ حقوق کے تحفظ کی ضمانت

خواتین کے حقوق کو متعین کر کے افراد اور اقوام کے ذمہ داران پر نہیں چھوڑ دیا گیا بلکہ ان کے تحفظ کی ضمانت کے لیے انہیں اللہ کی خوشنودی، حلّت و حرمت، گناہوں کی مغفرت، جنت کے حصول اور آتشِ دوزخ سے بچاؤ کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔ بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا اور ماؤں کی نافرمانی کرنا حرام قرار دیا گیا۔ قریبی رشتہ دار خواتین سے تعلقِ ازدواج حرام ٹھہرایا گیا، نکاح کے بغیر کسی خاتون سے نفسانی تعلق حرام کر دیا گیا۔ بیٹیوں کی پرورش، تربیت، لڑکوں کی مانند سلوک اور ان سے تاعمر حسنِ سلوک پر گناہوں کی مغفرت، جنت کی بشارت اور جہنم سے بچاؤ کی خوش خبری دی گئی۔ بے سہارا بچی یا بہن کی معاشی ذمہ داری کو بہترین صدقہ قرار دیتے ہوئے اجر کی نوید سنائی گئی۔ ماں کی خدمت اور تکریم کو گناہوں کی مغفرت اور حصولِ جنت کا ذریعہ رکھا گیا اور ضرورت کے وقت جہاد سے رخصتی کی وجہ بھی قرار دیا گیا۔ ماں کی وفات کے بعد اس کی بہن کی خدمت کو گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ بنا دیا گیا۔ بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کو ایمان اور اخلاق کے تکمیلی عوامل میں سے ایک قرار دیا گیا۔

محسنِ نسواں ﷺ کے صنفِ نازک پر چند مزید احسانات

معاشی ذمہ داری سے فراغت

خاندان کے استحکام اور اہلِ خاندان کی نگرانی اور دیکھ بھال خصوصاً اولاد کی پیدائش، پرورش اور تربیت کی پیچیدہ ذمہ داریوں کے باعث ایک خاتون کو اپنی اور اپنے بچوں کی تمام معاشی ذمہ داریوں سے استثنا دیا گیا۔ باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے کو عمر کے تمام ادوار میں عورت کی تمام تر ضروریات کی فراہمی کا پابند بنایا گیا۔ طلاق کی صورت میں بچوں کی حضانت کا حق ماں کے پاس ہونے کے باوجود تمام تر کفالت کی ذمہ داری بچوں کے باپ کی قرار دی گئی۔ بیوگی کی صورت میں یتیم بچوں کی ذمہ داری ان کے تایا چچا، اور بیوہ کی اپنی ذمہ داری اس کے باپ اور بھائی کی طرف لوٹا دی گئی۔ بالفرض محال کوئی کفیل موجود نہ ہو یا موجود ہوتے ہوئے وہ اپنی ذمہ داری ادا نہ کر رہا ہو تو خود کمانے اور خرچ کرنے کی صورت میں اسے دوہرے اجر کی خوش خبری دی گئی۔ نیز بیوہ عورت کے لیے مددگار ثابت ہونے پر اہلِ خیر کا اجر، عابد اور صائم الدہر کے مساوی قرار دیا۔

نماز باجماعت، نماز جمعہ اور نماز جنازہ سے استثنا

گھریلو اور مادری ذمہ داریوں کی ادائیگی کے باعث نماز باجماعت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ ایک خاتون کے اس اظہارِ شوق پر کہ وہ آپؐ کے پیچھے مسجد میں نماز پڑھنا چاہتی تھیں، اسے گھر میں نماز پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے اس نماز کو مسجد نبوی میں آپؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کے مماثل قرار دیا۔ نمازِ جمعہ کے وجوب سے بھی

خواتین کو مستثنیٰ قرار دیا البتہ اگر وہ نمازِ جمعہ میں شامل ہوں گی تو وہ قبول بھی ہوگی اور اجر بھی ملے گا۔ نمازِ جنازہ اور تدفین کے مراحل میں بھی خواتین کو رخصت دی گئی۔

جہاد سے استثنا اور اس کا متبادل

جان ہتھیلی پر رکھ کر نکلنا اور میدانِ جنگ میں دشمن سے مقابلہ کرنا جہاں مردوں کے لیے دین کی چوٹی قرار دیا گیا' وہاں عورتوں کو اس سے بری الذمہ رکھا گیا اور اسے گھر میں رہتے ہوئے مجاہدین کے بچوں اور گھروں کی حفاظت و نگرانی پر وہی اجر ملنے کی نوید سنائی گئی جو مردوں کو جہاد سے ملے گا۔ علاوہ ازیں اسے حمل و رضاعت کی ذمہ داریوں اور حج و عمرہ کی ادائیگی پر جہاد کے درجات ملنے کی خوش خبری دی گئی۔

عبادات میں رخصت

فطری مجبوریوں کی صورت میں نماز اور روزہ سے رخصت دی گئی۔ روزہ کو دورانِ سال قضا کرنے کا حکم دیا البتہ ان ایام میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی ادائیگی معاف کر دی گئی۔ اسی طرح حج و عمرہ کے دوران میں سوائے طوافِ بیت اللہ کے تمام مناسک کو اس صورت میں بھی ادا کرنے پر قبولیت کا درجہ دیا گیا۔

قانونی گواہی میں رخصت کی صورتیں

گواہی کو ایک ذمہ داری قرار دیتے ہوئے جہاں اس کی ضرورت پڑنے پر ادائیگی کی تاکید کی گئی وہیں خواتین کو ان معاملات میں نسبتاً رخصت دی گئی۔ فوجداری معاملات میں جہاں اس کی جان اور عزت کو خطرہ ہو سکتا تھا وہاں اس کی

گواہی کے مواقع کو محدود کر دیا گیا۔

عورت کو دی گئی یہ تمام رخصتیں مغربی طرزِ فکر میں حقوقِ نسواں کے حوالے سے امتیازات قرار دی جاتی ہیں۔ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ نظر سے دیکھیے' یہ صنفِ نازک پر محسنِ نسواں ﷺ کے احسانات نہیں تو اور کیا ہیں؟

اسوہ نبویؐ: رشتوں کا احترام

اسلام میں عورت کی مستقل بالذات شخصیت کے تعین کے ساتھ ساتھ اسے خاندانی نظام میں ماں' بہن' بیوی اور بیٹی کے خوبصورت رشتوں کے تقدس میں تحفظ اور تکریم عطا کی گئی ہے۔ آپؐ نے خود ان رشتوں کی تکریم کا عملی نمونہ کیسے پیش کیا' ملاحظہ فرمائیں:

والدہ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو رونے لگے۔ دوسرے لوگ بھی رو پڑے۔ فرمایا: "میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ والدہ کے لیے دعائے مغفرت کروں لیکن نہیں ملی' پھر میں نے اجازت چاہی کہ ان کی قبر کی زیارت کروں تو زیارت کی اجازت دے دی گئی' تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو' یہ موت کو یاد دلاتی ہیں"۔ (۱۵)

رضاعی والدہ

ایک دفعہ آپؐ کی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ آپؐ کے پاس آئیں تو احترام سے کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر بچھا کر انہیں بٹھایا۔ (۱۶)

رضاعی بہن

غزوہ حنین میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تو بنو ہوازن کے قیدیوں میں ایک عورت شیماء نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا کہ میں حلیمہ سعدیہ کی بیٹی اور آپ کی رضاعی بہن ہوں' کچھ ایسا کیجیے کہ میں آزاد ہو جاؤں۔ آپؐ نے انہیں اپنے حصے میں لے کر آزاد کر دیا' اور بالآخر صحابہ کرام کی رضامندی سے تمام بنو ہوازن رہا کر دیے گئے کیوں کہ انہوں نے کہا کہ ہم بھی آپؐ کے رضاعی بہن بھائی ہیں۔(۱۷)

ازواجِ مطہرات کے ساتھ آپؐ کا تعلق

زوجین کے تعلق میں مرد کو قوامیت کا درجہ دیا گیا ہے اور اسی نگہبانی کو ایک گونہ درجہ اور اہلِ خانہ پر اپنا مال خرچ کرنے کو وجہِ فضیلت قرار دیا گیا ہے۔ مردِ محض اپنی مردانگی کو وجہِ فضیلت سمجھتے ہوئے بیوی کی طرف سے حسنِ سلوک' ایثار و قربانی' علم و فراست' دینداری' اس کی پسند و ناپسند اور ذوق و شوق کو خاطر میں نہیں لاتے۔ آپؐ نے مختلف ازواج کے ساتھ تعلقات میں ان تمام حقیقتوں کا اعتراف' لحاظ اور اظہار جس طرح فرمایا' آپؐ کی خانگی زندگی کی چند جھلکیوں سے ہمارے سامنے آتا ہے:

ام المومنین حضرت خدیجہؓ

رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہؓ کی تصدیقِ نبوت' غم گساری' مالی تعاون اور مشاورت کی قدر فرماتے اور ان کی تعریف بیان کرتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے:

جب میں کفار کی کوئی بات سنتا اور مجھے بہت رنج اور دکھ پہنچتا تو خدیجہ سے بیان کرتا اور وہ اس طرح میری ڈھارس بندھاتی تھیں کہ میرے دل کو تسکین ملتی۔ کوئی رنج ایسا نہ تھا جو خدیجہ کی باتوں سے آسان اور ہلکا نہ ہو جاتا ہو۔(۱۸)

آپؐ نے بھی حضرت خدیجہؓ سے بھرپور محبت کی۔ جب تک وہ زندہ رہیں کسی اور عورت سے شادی نہیں کی۔ ان کے انتقال کے بعد آپؐ اکثر مغموم رہتے تھے' فرماتے: ''وہ میرے بچوں کی ماں اور گھر کی زینت تھیں''۔ آپؐ جتنی تعریف حضرت خدیجہؓ کی کیا کرتے تھے' کسی بھی اور زوجہ کی نہیں کی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''چوں کہ آپؐ اکثر حضرت خدیجہ کی تعریف کیا کرتے تھے تو مجھے آپؐ کی کسی زوجہ پر اتنا رشک کبھی نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہ پر' لہٰذا ایک دفعہ آپؐ کے تعریف کرنے پر مجھے غیرت آ گئی اور میں نے کہا' وہ تو بوڑھی تھیں' آپؐ کو اللہ نے ان سے بہتر بیوی عطا کی ہے۔ یہ سن کر آپؐ غضبناک ہو گئے' فرطِ غضب سے موئے مبارک کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''نہیں' بخدا مجھے اس سے بہتر بیوی نہیں ملی' وہ ایمان لائیں جب سب لوگ کافر تھے' انہوں نے میری تصدیق کی جب سب مجھے جھٹلاتے تھے' انہوں نے اپنے مال سے میری مدد کی جب دوسروں نے اپنے مال سے مجھے محروم رکھا اور اللہ نے مجھے ان سے اولاد دی''۔(۱۹)

ام المومنین حضرت عائشہؓ

حضرت عمرو بن العاصؓ جب غزوہ سلاسل سے واپس آئے تو دریافت

کیا: ''یا رسول اللہ! آپ دنیا میں سب سے زیادہ کس کو محبوب رکھتے ہیں''؟ ارشاد ہوا: ''عائشہ کو''۔ عرض کیا کہ مردوں کی نسبت سوال ہے۔ فرمایا: ''عائشہ کے باپ کو''۔ (۲۰)

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہؓ کو سمجھایا کہ عائشہؓ کی ریس نہ کیا کرو وہ تو حضورؐ کو بہت محبوب ہیں۔ (۲۱)

ایک مرتبہ ایک سفر میں حضرت عائشہؓ کی سواری کا اونٹ بدک گیا اور ان کو لے بھاگا۔ آپؐ اس قدر بے قرار ہوئے کہ بے اختیار زبان مبارک سے نکل گیا: ''وا عروساہ'' (ہائے میری دلہن)۔ (۲۲)

ایک غزوہ سے واپسی پر حضرت عائشہؓ سے فرمایا: ''آؤ دوڑیں' دیکھیں کون آگے نکلتا ہے''؟ حضرت عائشہؓ دبلی پتلی تھیں' آگے نکل گئیں۔ کئی سال بعد اسی قسم کا موقع آیا' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اب میں بھاری ہو گئی تھی' اب کی بار آں حضرتؐ آگے نکل گئے اور فرمایا: ''عائشہ! یہ اس دن کا جواب ہے''۔ (۲۳)

حضرت زینبؓ کی دین داری کی قدر

ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش معاملاتِ دین' تقویٰ' صداقت' صلہ رحمی اور سخاوت میں بہت بلند درجے پر تھیں۔ آپؐ نے ان کی سخاوت کا اعتراف کرتے ہوئے ایک بار ازواج سے فرمایا کہ تم میں سے جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہو گا وہی سب سے پہلے مجھ سے ملے گی۔ جب سب اکٹھا ہوتیں تو ایک دوسرے کے ہاتھ ناپا کرتیں اور حضرت سودہؓ کا ہاتھ بڑا ہوتا۔ لیکن جب

حضرت زینبؓ کا انتقال سب سے پہلے ہوا تو ازواج نے اس کے حقیقی معنی کو پایا کہ دراصل ہاتھ کی بڑائی سے فیاضی مقصود تھی۔ (۲۴) ایک مرتبہ رسول اللہؐ مہاجرین کے گروہ میں کچھ مال تقسیم کر رہے تھے' حضرت زینبؓ درمیان میں کچھ بولیں تو حضرت عمرؓ نے سختی سے کہا کہ وہ اس معاملے میں دخل نہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! ان سے کچھ نہ کہو' یہ اوّاہ (بڑی عابد و زاہد) ہیں''۔

ہمہ دم رفاقت کا اعزاز

رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج کی رفاقت اور مشاورت کو بے انتہا اہمیت دیتے تھے۔ ازواج کے گھر رہنے کی باری مقرر تھی۔ جس کی باری ہوتی شام کے وقت تمام ازواج وہاں جمع ہو جاتیں اور باہم معاملات میں گفتگو اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ رہتا۔ غزوات اور اسفار میں بھی ازواج کو ساتھ رکھتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''رسول اللہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے جس کا نام قرعہ میں نکلتا' اسے اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے''۔ (۲۵) تمام ازواج نے آپؐ کے ساتھ حج کا فریضہ بھی انجام دیا۔

اہلیہ سے مشاورت

حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ابتدائی دور میں مشاورت معروف ہے۔ آپؐ دیگر ازواج کو بھی اس عمل میں شریک کر لیتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپؐ نے معاہدے کی تکمیل کے بعد مدینہ واپس جانے کے لیے لوگوں کو قربانی کے جانور ذبح کر کے سر منڈوانے کا حکم دیا تو صورتِ حال سے دل برداشتہ کوئی بھی

شخص پہلی دفعہ میں تعمیل کے لیے نہ اٹھا۔ آپؐ رنج وغم کی کیفیت میں اپنے خیمہ میں لوٹ گئے۔ تمام معاملہ معلوم ہونے پر حضرت امِ سلمہؓ نے مشورہ دیا کہ اگر آپ کی رائے یہی ہے تو خود تشریف لے جا کر اپنی قربانی کا جانور ذبح کر دیں اور سر منڈوا لیں، سب لوگ آپؐ کو دیکھ کر آپؐ کی پیروی کریں گے اور ایسا ہی ہوا۔(۲۶)

یہ آپؐ کی طرف سے اپنی ازواج کے فہم وفراست کا اعتراف ہی تھا جس نے صحابہؓ کو آپؐ کے وصال کے بعد یہ اعتماد عطا کیا کہ وہ امہات المومنین کے علم سے فیض اٹھاتے اور کہتے کہ جب ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ کی ازواج موجود ہیں تو ہم دوسروں سے کیوں پوچھیں۔

گھریلو ذمہ داریوں کی اہمیت کا اعتراف

آپؐ نے خانگی ماحول کی بہتری کے لیے زوجین کے مابین ذمہ داریوں کی تقسیم کے ساتھ دونوں کے درمیان باہمی تعاون، ذمہ داریوں کی کمال ادائیگی اور محبت و ہمدردی کے جذبات کا ہونا ضروری قرار دیا۔ ہمارے معاشرے میں گھر کے کاموں میں مرد کا تعاون عام طور پر معیوب اور مردانگی کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اس غلط اور بے جا تصور کی تردید کے لیے اتنا کافی ہے کہ رسول کریمؐ بذات خود اپنے گھر والوں کے کاموں میں شریک ہوتے تھے۔ حضرت اسودؓ کہتے ہیں:

"میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ بولیں: "گھر کے کاموں میں شریک رہتے تھے، جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے"۔(۲۷)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:...... حضرت عائشہؓ کی حدیث میں جسے احمد ابن سعد نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے، یہ بھی ہے کہ وہ بولیں:

"آپ اپنے کپڑے سی لیتے، جوتے گانٹھ لیتے اور وہ تمام کام کرتے جو دوسرے مرد اپنے گھروں میں کرتے ہیں"۔(۲۸)

حضرت ام سلمہؓ نے نبی ﷺ کے پیامِ نکاح کے وقت یہ بات رکھی تھی کہ میں بال بچے دار عورت ہوں اور اپنی اولاد کی پرورش کرنا چاہتی ہوں، تو آپؐ نے انہیں بخوشی اجازت دے دی۔ انہوں نے ایک دفعہ آپؐ سے پوچھا کہ مجھے ابوسلمہؓ (مرحوم شوہر) کی اولاد کی پرورش کا ثواب ملے گا؟ تو آپؐ نے فرمایا: "ہاں"۔ اور یوں حضورؐ کی شفقت کے سائے تلے انہوں نے اپنے چاروں بچوں کی بہت سکون سے پرورش کی۔

بیوی کا اکرام

حضرت انسؓ سے مروی ہے: "ہم خیبر سے مدینہ واپس ہوئے تو میں نے دیکھا کہ نبیؐ نے حضرت صفیہؓ کے لیے اپنے پیچھے گدا رکھا، پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ گئے اور اپنا گھٹنا (زمین پر) رکھا۔ حضرت صفیہ آپؐ کے گھٹنے پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو گئیں"۔(۲۹)

شریکِ حیات کی ناخوشی کا لحاظ

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "میں بخوبی جان لیتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب ناراض ہوتی

ہو"۔ میں نے کہا کہ یہ بات آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں؟ فرمایا: "جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو کہ ربِ محمد کی قسم اور جب تم مجھ سے ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو ربِ ابراہیم کی قسم"۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ! اس وقت میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔ (۳۰)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک معاملہ میں غور و خوض کر رہا تھا کہ میری اہلیہ نے آ کر کہا، کاش آپ ایسا ایسا کرتے۔ میں نے کہا کہ میرے اس معاملے سے تمہیں کیا مطلب؟ وہ بولی، اے ابن خطاب! تم بھی عجیب ہو۔ تم نہیں چاہتے کہ تم سے بات کی جائے حالاں کہ تمہاری بیٹی رسول اللہ سے بات کرتی ہے۔ (ایک روایت میں ہے، انہوں نے کہا: میرا دخل دینا آپ کو پسند نہیں آتا، خدا کی قسم ازواج مطہرات بھی رسول اللہ کے معاملے میں دخل دیتی ہیں) (۳۱)

واقعہ افک کے سلسلے میں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی براءت نازل کی تو ان کی والدہ نے کہا: بیٹی! اٹھو اور اپنے شوہر کا شکریہ ادا کرو، تو حضرت عائشہؓ نے نسوانی غرور و ناز کے ساتھ جواب دیا: "میں صرف اپنے اللہ کی شکر گزار ہوں، کسی اور کی ممنون نہیں"۔ (۳۲)

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ آں حضرتؐ سے بڑھ بڑھ کر بول رہی تھیں۔ اتفاق سے حضرت ابوبکرؓ آ گئے۔ انہوں نے یہ گستاخی دیکھی تو اس قدر برہم ہوئے کہ بیٹی کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ آں حضرتؐ فوراً آڑے آ گئے۔ جب حضرت ابوبکرؓ چلے گئے تو فرمایا: "کہو میں نے تم کو کیسا بچایا"۔ (۳۳)

ازواج کے مابین تعلق میں آپؐ کا طرزِ عمل

عام طور پر سوکنوں کے درمیان خلوص اور محبت کے بجائے حسد و رقابت کے جذبات ہوتے ہیں لیکن حریمِ نبوت کی بلند پایہ ہستیوں سے دنیا جن اخلاقی خوبیوں کی توقع کر سکتی ہے، الحمدللہ وہ اس میں ناکام نہیں ہوئیں۔ بے شمار واقعات میں ان کا آپس کا رفق و لطف، انصاف اور عزت و محبت کا برتاؤ سامنے آتا ہے۔ بشری تقاضوں اور فطری جذبۂ زوجیت کے تحت جب کبھی ان کے باہمی تعلقات و معاملات میں معمولی سا بھی تناؤ محسوس ہوا آپؐ نے ازواج کی دل جوئی فرمائی اور احسن طور پر معاملے کو ختم کروا دیا۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کو اشارۃً کوتاہ قد کہہ دیا۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: "تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں ڈال دی جائے تو اس کو بھی گدلا کر دے"۔ (۳۴)

ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو روتے دیکھ کر وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ "عائشہ اور حفصہ کہتی ہیں کہ ہم ازواج میں افضل ہیں کیوں کہ ہم آپؐ کی ازواج ہونے کے ساتھ آپؐ کی چچا زاد بھی ہیں"۔ آپؐ نے فرمایا: "تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہارونؑ میرے باپ، موسیٰؑ میرے چچا اور محمدؐ میرے شوہر ہیں اس لیے تم لوگ کیوں کر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو"۔ (۳۵)

ازواجِ مطہرات کی تعلیم و تربیت

آپؐ اہلِ خانہ میں بھی اپنے فرائضِ نبوت ادا فرماتے۔ گھر میں ہمیشہ

اخلاقی اقدار کی تعلیم دیتے' ازواج کے ساتھ نمازِ تہجد ادا کرتے' نفلی روزے رکھتے' اعتکاف کرتے' دنیا کی بے ثباتی اور رضائے الٰہی کے حصول کی اہمیت اجاگر کرتے۔

آپؐ کا معمول تھا کہ جب گھر تشریف لاتے تو کسی قدر بلند آواز سے یہ الفاظ دہراتے:

> آدم کے بیٹے کی ملکیت میں اگر دولت و مال سے بھرے ہوئے دو میدان ہوں' وہ تیسرے کی حرص کرے گا' اس کی حرص کے منہ کو صرف مٹی بھر سکتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے دولت تو اپنی یاد دلانے اور مسکینوں کی مدد کرنے کے لیے پیدا کی ہے' جو اللہ کی طرف لوٹی تو اللہ بھی اس کی طرف لوٹے گا۔ (۳۶)

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے ایک یہودی کو جس نے آپؐ کی موت کی بددعا کی تھی' سختی سے جواب دیا تو رحمتِ عالم نے فرمایا: ''عائشہ! اللہ مہربان ہے وہ نرمی کو پسند کرتا ہے' نرمی سے وہ دیتا ہے جو سختی سے نہیں دیتا' اور نہ کسی اور طرح سے دیتا ہے''۔ (۳۷)

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے اپنے ہاتھ سے آٹا پیسا اور اس کی ٹکیاں پکائیں۔ آپؐ باہر سے تشریف لائے تو نماز میں مشغول ہو گئے' ان کی آنکھ لگ گئی اور پڑوس کی بکری آ کر ٹکیاں کھا گئی۔ حضرت عائشہؓ اسے مارنے دوڑیں تو آپؐ نے روکا اور فرمایا: ''عائشہ! ہمسائے کو تکلیف نہ دو''۔ (۳۸)

حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ اپنے دروازے پر ایک باتصویر پردہ لٹکایا۔ آپؐ نے اندر داخل ہونے کا قصد کیا تو پردے پر نظر پڑی' فوراً تیوری پر بل پڑ گئے۔ حضرت عائشہ یہ دیکھ کر سہم گئیں' پوچھا یا رسول اللہ قصور معاف' مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی؟ فرمایا: ''جس گھر میں تصویریں ہوں فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔ انہوں نے فوراً وہ پردہ چاک کر دیا۔ (۳۹)

بیٹیوں کے ساتھ آپؐ کا تعلق (محبت' شفقت اور احترام)

جس معاشرے میں بیٹیوں کو باعثِ عار سمجھا جاتا تھا اور بمشکل انہیں زندہ رہنے کا حق دیا جاتا تھا' آپؐ نے عملاً اپنی بیٹیوں کے ساتھ تعلق میں اسلام کی تعلیمات کو واضح کر کے دکھایا اور ان کی پرورش' تعلیم و تربیت' نکاح اور بعد ازاں تعلقات میں پدرانہ شفقت کے ساتھ ساتھ احترام کا رویہ اپنایا۔

فرمایا: ''فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے ناراض کیا' اس نے مجھے ناراض کیا''۔ (۴۰)

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہؓ جب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضورؐ کھڑے ہو کر ان کا استقبال فرماتے' انہیں بوسہ دیتے' خوش آمدید کہتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی نشست پر بٹھاتے۔ اور جب آپؐ فاطمہؓ کے ہاں رونق افروز ہوتے تو وہ بھی آپؐ کے استقبال کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور آپؐ کے دستِ اقدس کو بوسہ دیتیں۔ (۴۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب سفر کا

ارادہ فرماتے تو اپنے اہل وعیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو کر کے روانہ ہوتے' وہ فاطمہؓ ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی فاطمہؓ ہی ہوتیں۔اور یہ کہ حضورؐ سیدہ فاطمہؓ سے فرماتے: ''(فاطمہ!) میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں''۔(۴۲)

حضرت مسورؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیغامِ نکاح دیا۔حضرت فاطمہؓ کو اس کا علم ہوا تو حضورؐ کے پاس آئیں اور بولیں: ''علی تو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے جا رہے ہیں''! حضورؐ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''...... فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے۔اس کی تکلیف مجھے ناپسند ہے۔اللہ کے رسول کی بیٹی اور اس کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں''۔اس پر حضرت علیؓ نے پیغام سے گریز کیا۔(۴۳)

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی انتہائی کم تعداد کے باعث ایک ایک فرد بے انتہا قیمتی تھا۔آپؐ کی صاحب زادی حضرت رقیہؓ بیمار تھیں' آپؐ نے ان کے شوہر حضرت عثمان غنیؓ کو ان کے پاس ٹھہرنے کو کہا اور فرمایا کہ تمہیں بدر میں شریک ایک ایک شخص کے برابر اجر اور حصہ ملے گا۔(۴۴)

نبی اکرم ﷺ کو کفار کی طرف سے جو تکلیفیں پہنچیں ان میں حضرت زینبؓ اور دیگر بہنیں شریک رہیں۔حضرت زینبؓ جو راہِ الٰہی میں شہید ہوئیں ان کی نسبت حضرت عائشہؓ آں حضرت کا یہ قول نقل کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''وہ میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی''۔(۴۵) حضرت زینبؓ کی تدفین کے وقت آپؐ خود ان کی قبر میں اترے۔

حضرت زینبؓ کے شوہر ابوالعاص بدر میں کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے' جنگی قیدیوں میں شامل ہوئے تو حضرت زینبؓ نے فدیہ میں کچھ زیورات بھیجے جس میں حضرت خدیجہؓ کا دیا ہوا ہار بھی شامل تھا۔اسے دیکھ کر نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔صحابہ کرام کی رضامندی سے آپؐ نے ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے آزاد کر دیا اور یہ شرط رکھی کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیں گے۔

حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے مکہ میں ہوا تھا۔وہ دونوں جب حبشہ کو ہجرت کر گئے تو کئی دنوں تک آپ کو ان کی خیر خبر نہ ملی۔آپؐ اس فکر میں مکہ معظمہ سے باہر جا کر مسافروں سے معلوم فرمایا کرتے۔آخر کار ایک عورت کے ذریعے سے ان کی خیریت معلوم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: ''اللہ ان کا ساتھی ہے''۔

حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد آپؐ نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ غمگین ہیں تو وجہ پوچھی۔انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا مجھ سے زیادہ کسی کو مصیبت پہنچی ہو گی؟ اللہ کے رسول کی جو صاحب زادی میرے نکاح میں تھیں' وفات پا گئیں' جس سے میری کمر ٹوٹ گئی اور میرا آپ سے دامادی کا جو رشتہ تھا وہ بھی باقی نہ رہا''۔اسی اثنا میں آپؐ نے فرمایا: ''اے عثمان! لو یہ جبرئیل آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم دے رہے ہیں کہ تم سے تمہاری متوفی بیوی کی بہن ام کلثوم کا اسی مہر میں نکاح کر دوں جو تمہاری بیوی کا تھا اور تم اسے اسی طرح رکھو جس خوشگواری کے ساتھ اس کی بہن کو رکھتے تھے''۔(۴۶)

بیٹیوں کی اولاد سے آپؐ کا تعلق

رسول اللہ ﷺ اپنی صاحب زادی حضرت زینبؓ کی بیٹی امامہؓ کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھتے۔ جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے' پھر کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے۔ (۴۷)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ کو حضرت زینبؓ کی بیٹی امامہؓ سے بہت محبت تھی۔ کہیں سے ایک ہار آیا تھا' عورتوں نے کہا کہ یہ عائشہ کی قسمت کا ہے لیکن آپؐ نے وہ امامہ کو عطا فرمایا۔ (۴۸)

حضرت رقیہؓ کے بیٹے عبداللہ نے چھ برس کی عمر میں وفات پائی تو آپؐ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ سے بے پناہ محبت کرتے۔ انہیں گود میں اٹھاتے' کندھوں پر بٹھاتے۔ حضرت فاطمہؓ سے فرماتے کہ میرے بیٹوں کو لاؤ' پھر آپؐ ان کو سونگھتے اور چمٹاتے تھے۔ (۴۹)

ایک دفعہ دونوں کو اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ ''یہ میری اولاد ہیں' اور میری بیٹی کی اولاد ہیں'' اور یہ دعا کی: ''اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما''۔ (۵۰)

عام مسلم خواتین سے حسنِ سلوک اور ان کا احترام

آپؐ کی تعلیمات اور عمل نے مسلم مردوں کے لیے گھر اور گھر سے باہر عورت کے ساتھ مہربانی' عدل و انصاف' عزت و شرف اور حسنِ سلوک پر مبنی رویے

تشکیل دیے۔ آپؐ کا عملی نمونہ درج ذیل چیدہ چیدہ واقعات سے عیاں ہے:

خواتین کو اپنے مخاطبین میں خصوصی طور پر شریک رکھنا

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں: ''عید کے دن رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' نماز پڑھائی' پھر خطبہ دیا۔ خطبہ سے فارغ ہو کر اتر آئے اور ایک روایت میں ہے' آپؐ نے محسوس کیا کہ خواتین نے خطبہ نہیں سنا ہے تو خواتین کے پاس آئے اور انہیں نصیحت کی''۔ (۵۱)

خواتین کے لیے علیحدہ علمی نشست کا اہتمام کرنا

خواتین کی طرف سے اس خواہش کے اظہار کے بعد کہ مرد تو ہر نماز کے بعد آپؐ کی رفاقت اور نصیحتوں سے مستفید ہوتے ہیں اور خواتین کو اس کا موقع کم ملتا ہے' آپؐ نے علیحدہ سے ایک دن خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے وقف کر دیا۔ (۵۲) بسا اوقات آپؐ کسی اور صحابی کو بھی اس دن خواتین کی طرف تعلیم کے لیے بھیج دیتے تھے۔

عید کی نماز اور دعا میں خواتین کو خصوصی طور پر شامل کرنا

ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کنواری لڑکیوں' پردہ نشین خواتین اور حائضہ عورتوں کو عید گاہ لے جاؤ تا کہ وہ نیکی اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں''۔ (۵۳)

بچے کی آواز سن کر نماز میں تخفیف کرنا

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز شروع

کرتا ہوں اور طویل کرنا چاہتا ہوں' لیکن جب کسی بچے کی آواز سنتا ہوں تو بچے کے رونے پر ماں کے شدتِ غم کے احساس سے نماز مختصر کر دیتا ہوں''۔(۵۴)

مسجد میں خواتین کو حاضری کی اجازت

خواتین نے مسجد کی عبادت کے اجر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور آپؐ کے ساتھ نماز میں شرکت کی سعادت کے باعث' مسجد جانے کی خواہش کی تو آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو لیکن انہیں چاہیے کہ سادگی کے ساتھ آئیں''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''اگرچہ گھر ان کے لیے بہتر ہیں''۔(۵۵)

اختلاط سے بچنے کے لیے ایک دروازہ خواتین کے لیے مخصوص کر دیا جو آج بھی مسجد نبوی کے قدیم دروازوں میں باب النساء سے موسوم ہے۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: ''رسول اللہ جب سلام پھیرتے تو اٹھنے سے قبل کچھ دیر ٹھہرے رہتے اور عورتیں سلام کے بعد ہی واپس ہو جاتیں''۔ ابن شہاب کہتے ہیں: ''میرا خیال ہے' حقیقت تو خدا کو معلوم ہے کہ آپؐ اس مقصد سے ٹھہر جاتے کہ مردوں سے پہلے عورتیں لوٹ جائیں''۔(۵۶)

انصاری عورتوں سے محبت کا اظہار

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خواتین اور بچوں کو کسی تقریب سے واپس آتے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''تم سب میرے محبوب لوگوں میں سے ہو' اور تین بار یہ جملہ دہرایا۔(۵۷)

خواتین کی نازک آبگینوں سے تشبیہ

ایک سفر میں ایک غلام ازواجِ مطہرات اور دیگر خواتین کے اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے حدی خوانی کر رہا تھا تو آپؐ نے فرمایا: ''یہ نازک آبگینے ہیں' ذرا دھیرے چلو''۔(۵۸)

جہاد میں شرکت کے بجائے سفرِ حج میں بیوی کی رفاقت

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں نے فلاں غزوہ میں اپنا نام لکھوایا ہے اور میری بیوی حج کا ارادہ رکھتی ہے''۔ فرمایا: ''تم اسی کے ساتھ جاؤ''۔(۵۹)

سیاہ فام غریب عورت کی نمازِ جنازہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی' اس کا انتقال ہو گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے اس کے انتقال کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ اس کی قبر کدھر ہے؟ پھر آپؐ اس کی قبر پر تشریف لائے اور نمازِ جنازہ پڑھی۔(۶۰)

دین کے متعلق استفسارات پر حوصلہ افزائی

ایک مرتبہ عورتوں نے حضرت اسماءؓ بنت یزید کو اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ انہوں نے نبی کریم کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا:

میں مسلمان خواتین کی ایک جماعت کی طرف سے آپؐ کے

پاس قاصد بن کر آئی ہوں جو میرے پیچھے ہیں' سب وہی کہنا چاہتی ہیں جو میں کہہ رہی ہوں اور سب کی وہی رائے ہے جو میری رائے ہے کہ اللہ نے آپ کو مردوں اور عورتوں' دونوں کی طرف بھیجا ہے۔ بس ہم سب آپؐ پر ایمان لائے اور ہم سب نے آپؐ کی پیروی کی۔ لیکن ہم خواتین کا حال یہ ہے کہ ہم پابند' پردہ نشین' گھر میں بیٹھنے والی' مردوں کی خواہش پوری کرنے والی' ان کی اولاد اٹھانے والی ہیں۔ اور مردوں کو جمعہ میں شرکت اور جنازے اور جہاد میں حصہ لینے کی بنا پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ جب وہ جہاد پر جاتے ہیں تو ہم ان کے پیچھے ان کے مال و اسباب کی حفاظت' اور ان کے بچوں کی پرورش کرتی ہیں' تو اے اللہ کے رسول! یہ بتایئے کہ کیا ہم اجر و ثواب میں بھی ان کے ساتھ حصہ پائیں گی؟

حضورﷺ نے صحابہؓ کی طرف دیکھا اور پوچھا: ''بتاؤ تم نے کسی خاتون کو اپنے دین کے بارے میں اس عورت سے زیادہ اچھی بات پوچھتے سنا ہے''؟ صحابہؓ نے کہا: ''خدا کی قسم ہم نے نہیں سنا''۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسماءؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اسماء! جاؤ اور تمہارے پیچھے جو عورتیں ہیں' ان سب کو بتا دو کہ تمہارا اپنے شوہروں کے ساتھ اچھا برتاؤ' ان کی خوشنودی کی فکر' اور ان کے ساتھ نباہ کرنے کے لیے ان کے کہے پر چلنا'

ان کی تمام دینی خدمات کے برابر ہے جن کی اہمیت کا ابھی تم نے ذکر کیا ہے۔ (۶۱)

غیر مسلم خواتین سے آپؐ کا سلوک

محسنِ نسواں ﷺ نے خواتین کے حقوق کا تحفظ اس طور پر سکھایا کہ غیر مسلم عورت کی زندگی' عزت اور عزتِ نفس کو بھی تحفظ عطا فرمایا۔ ذیل میں اس ضمن میں آپؐ کی تعلیم اور عمل کے کچھ واقعات درج کیے جاتے ہیں:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: ''کسی غزوہ میں ایک مقتول عورت پائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا''۔ (۶۲) اسلام کے جنگی قوانین میں یہ شق لازم کر دی گئی کہ بوڑھوں' بچوں اور عورتوں کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ دشمن کی کسی عورت کی آبرو ریزی کی جائے گی۔ نام نہاد انسانی حقوق اور حقوقِ نسواں کی دعوے دار قومیں آج بھی عورت کو جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔

اس بوڑھی عورت کا قصہ بہت مشہور ہے جو حضور اکرم ﷺ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی اور ایک دن بیماری کے باعث کوڑا نہ پھینکا تو آپؐ کی جانب سے تیمارداری کرنے پر مسلمان ہوگئی۔ آپؐ کے حسنِ سلوک کی بدولت قبولِ اسلام کا واقعہ اس بوڑھی عورت کا بھی ہے جو آپؐ کی تبلیغ کے اثرات سے بچنے اور اپنے دین کو 'بچانے' کے لیے کسی دوسری بستی میں جا رہی تھی اور راستے میں حضور اکرم ﷺ نے انسانی ہمدردی اور اکرامِ عورت کے سبب اس کا سامان اٹھانے میں مدد کی

تھی۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے اور دو یا تین شب قیام نہ فرما سکے۔ ایک عورت نے آ کر گستاخی کی کہ تمہارا شیطان تمہیں چھوڑ گیا ہے مگر آپؐ نے اس کی اس بدکلامی پر چشم پوشی اختیار کی۔ (۶۳)

ایک یہودی عورت زہر آلود بکری کا گوشت حضور ﷺ کے پاس لائی۔ آپؐ نے اس میں سے کھا لیا۔ پھر اسے آپؐ کے پاس لایا گیا۔ لوگوں نے اسے قتل کرنے کے بارے میں دریافت کیا مگر آپؐ نے اجازت نہیں دی۔ (۶۴)

فتح مکہ کے وقت آپؐ نے ابوسفیان اور ہند کے گھر پناہ لینے والے کے لیے امن کا اعلان کیا۔ ہند وہ خاتون تھیں جنہوں نے احد میں حضور ﷺ کے عزیز چچا حمزہؓ کو شہید کروا کر ان کی میت کا مثلہ کرایا اور ان کا کلیجہ تک چبا ڈالا تھا۔ اس موقع پر اپنی اس عزت افزائی پر وہ مسلمان ہو گئیں اور کہا: ''یا رسول اللہ! اس روئے زمین پر مجھے کوئی بھی شخص آپؐ سے زیادہ ناپسند نہیں تھا لیکن آج میری نگاہ میں آپؐ سے زیادہ باعزت کوئی شخص نہیں ہے۔ (۶۵)

نبی رحمت حضرت محمد ﷺ قیامت تک کے لیے ہدایت اور روشنی کا منبع ہیں۔ آپؐ کی تعلیمات کسی خاص وقت' ماحول اور علاقہ کے لیے مخصوص نہیں۔ آپؐ کی نبوت عالم گیر اور تا قیامت ہے اس لیے زندگی کے ہر میدان کی طرح خواتین کا مقام و مرتبہ' ان کے حقوق کی فراہمی اور تعلقات کی بنیادیں' تعلیماتِ قرآنی اور اسوہ نبویؐ کی روشنی میں وہی رہیں گی۔ ہر دور میں ہمیں اپنے رویّوں اور کردار کو اس کسوٹی پر پرکھنا ہوگا۔ آج ہمیں مغرب کی تقلیدِ محض سے بچنا ہے تو دورِ جاہلیت

کی خو بو کو بھی خود سے دور کرنا ہوگا۔ ہمیں عورت کو مرد کا ضمیمۂ محض سمجھنے کے بجائے اس کی مستقل بالذات شخصیت کو عزت و اکرام دینا ہو گا۔ حقِ زندگی کے ساتھ معاشرے کی ہر سطح پر اس کی عزت و ناموس کو تحفظ عطا کرنا ہو گا۔ فریضۂ تعلیم کے حصول میں اس کی مدد کرنا ہو گی۔ اس کے حقِ کفالت کو حد درجہ یقینی بنانا ہو گا۔ شادی میں اس کی رضامندی کا حق اس کو لوٹانا ہو گا۔ وراثت کا حصہ اسے بخوشی از خود دینے کا حوصلہ پیدا کرنا ہو گا۔ اس پر ہر قسم کے گھریلو اور معاشرتی تشدد کی روک تھام کرنا ہو گی۔ اس کے گھر کی نگہبانی کے کردار کو اہم گردانا ہو گا اور اسے یہ قابلِ فخر احساس دینا ہو گا کہ وہ اپنی ذہنی' علمی اور معاشرتی سرگرمیوں کے باعث اپنے گھر اور معاشرے کا اہم فرد ہے جس کی بقا اور ترقی ہی میں گھر اور معاشرے کا استحکام مضمر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسوۂ نبوی ﷺ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حوالہ جات

۱: بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۰

۲: الحجرات، ۴۹: ۱۳

۳: النحل، ۱۶: ۹۷

۴: بخاری، کتاب التفسیر، سورہ تحریم، باب تبتغی مرضات ازواجات

۵: بخاری، کتاب النکاح

۶: ابوداؤد، کتاب الادب

۷: ابن ماجہ، ابوب الادب

۸: الروم، ۳۰: ۲۱

۹: ابن ماجہ

۱۰: مسلم، کتاب النکاح، باب خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ

۱۱: النساء، ۴: ۳۴

۱۲: ابوداؤد۔ نسائی

۱۳: بزار۔ مجمع الفوائد، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المراۃ

۱۴: ترمذی۔ ابن ماجہ

۱۵: مسلم۔ بخاری، کتاب الجنائز استیذان النبیؐ

۱۶: ابوداؤد

۱۷: سیرت ابن ہشام

۱۸: بخاری، مسند احمد

۱۹: بخاری کتاب المناقب، باب فضائل خدیجہ، مسلم کتاب فضائل صحابہ، باب فضائل خدیجہ ام المومنین

۲۰: بخاری، مناقب ابی بکرؓ

۲۱: بخاری، حب الرجل بعض النسائہ

۲۲: مسند احمد

۲۳: سنن ابی داؤد، باب السبق

۲۴: مسلم کتاب الفضائل، باب فضائل زینب، بخاری کتاب الزکوۃ

۲۵: بخاری، کتاب المغازی

۲۶: بخاری، کتاب الشروط

۲۷: بخاری، کتاب ابواب الآذان

۲۸: فتح الباری، ج ۱۳، ص ۷۰

۲۹: بخاری، کتاب المغازی

۳۰: بخاری، کتاب النکاح

۳۱: مسلم، کتاب الطلاق، بخاری کتاب التفسیر

۳۲: سیرت عائشہؓ از سلیمان ندوی، تفہیم القرآن، تفسیر سورہ نور از سید ابوالاعلیٰ مودودی

۳۳: ابوداؤد۔ کتاب الادب

۳۴: مسند احمد ج ۴، بخاری، کتاب الہدایا

۳۵: ترمذی

۳۶: مسند احمد

۳۷: مسلم، باب فضل الرفق

۳۸: بخاری، ادب المفرد

۳۹: بخاری، کتاب اللباس

۴۰: بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ

۴۱: حاکم

۴۲: مستدرک حاکم

۴۳: بخاری، کتاب المناقب۔ مسلم کتاب فضائل الصحابہ

۴۴: بخاری، کتاب المناقب

۴۵: زرقانی بحوالہ حاکم وطحاوی

۴۶: الاستیعاب

۴۷: بخاری، کتاب الصلوۃ، باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ علی عنقہ فی الصلوۃ

۴۸: مسند احمد

۴۹: فتح الباری

۵۰: مشکوۃ

۵۱: بخاری' کتاب العیدین' کتاب العلم

۵۲: بخاری، کتاب الاعتصاب، باب تعلیم النبی امتہ من الرجال والنساء

۵۳: بخای' کتاب العیدین' کتاب الحیض

۵۴: مسلم' کتاب الصلوۃ' باب امر ائمہ تخفیف الصلوۃ فی تمام

۵۵:: بخاری' کتاب ابواب الصلوۃ

۵۶: بخاری' کتاب ابواب الصلوۃ

۵۷: بخاری' کتاب المناقب

۵۸: بخاری' کتاب المناقب

۵۹: مسلم' کتاب الحج' باب سفر المراۃ مع محرم

۶۰: بخاری' کتاب الصلوۃ

۶۱: اسد الغابہ ج ۵، ص ۳۹۹

۶۲: بخاری' کتاب الجہاد، باب قتل النساء فی الحرب

۶۳: بخاری' کتاب التفسیر سورہ الضحیٰ

۶۴: بخاری' کتاب الہبہ' باب قبول الھدیہ من المشرکین

۶۵: بخاری' کتاب المناقب